تکبر، تفاخر اور عصبیت کی تباہ کاریاں

محمد عبد المبین نعمانی قادری

تکبر، تفاخر اور عصبیت کی تباہ کاریاں

خود کو اوروں سے اعلیٰ و افضل جاننا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا تکبر ہے۔ تکبر ایسی قبیح اور مذموم صفت ہے جو سخت حرام اور گناہ ہے، بلکہ ہزاروں گناہوں کا سبب۔ یہی وہ گناہ ہے جس نے ہمیشہ کے لیے ابلیس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال کر اس کو مردود بارگاہ الٰہی بنا دیا:

خرابیاں

غرض تکبر بہت سی برائیوں کی جڑ ہے، بالخصوص اس سے یہ برائیاں پیدا ہوتی ہیں:

(۱) تکبر صرف خدا ہی کو زیبا ہے، لہٰذا تکبر کرنے والا گویا خدا کا مقابلہ کرتا ہے۔

(۲) تکبر کرنے والا اپنے آگے دوسرے مسلمان بھائیوں کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے۔ جو ان کی ایذا کا سبب ہے اور مومن کو ایذا دینا خدا اور رسول کو ایذا دینے کے مترادف ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

"مَنْ اٰذٰی مُسْلِمًا اٰذَانِی وَمَنْ آذَانِی اٰذَی اللّٰہَ" (جامع الصغیر للسیوطی)

جس نے کسی مسلمان کو تکلیف دی، اس نے گویا مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی گویا اس نے خدا کو ایذا دی۔

(۳) متکبر آدمی سے لوگ دور بھاگتے ہیں، اس سے ملنا بھی کوئی پسند نہیں کرتا۔

(۴) متکبر آدمی بے مروت اور سخت دل ہو جاتا ہے۔ دوسروں پر مروت نہیں کرتا۔

(۵) متکبر آدمی اپنی بڑائی کو باقی رکھنے کے لیے بہت سے دوسرے ناجائز کاموں کا بھی ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ اس کی فکر صرف ایک ہوتی ہے کہ اس کی ناک اور شان اونچی رہے۔ اس کے لیے فضول خرچی، رشوت، دھوکا، ایذا رسانی آسان ہوتی ہے، حتیٰ کہ اپنے ہی بھائی کے قتل تک سے دریغ نہیں کرتا، اگرچہ کبھی خود ہی قتل ہو جاتا ہے۔

(۶) بعض گناہ چھپے رہتے ہیں صرف کرنے والا جانتا ہے اور خدائے علام الغیوب، یا کبھی کبھی وہ دوسروں پر ظاہر ہوتے ہیں لیکن تکبر ایسا گناہ ہے جو انداز گفتگو، مکان، دوکان، لباس، تقریبات حتیٰ کہ چال ڈھال سے بھی عیاں ہوتا ہے۔

(۷) بعض گناہ، بلکہ اکثر گناہ مومن چھپانے کی کوشش کرتا ہے لیکن تکبر ایسا گناہ ہے جسے متکبر ظاہر کیے بغیر نہیں رہتا، بلکہ ظاہر کرنے میں مسرت و لذت محسوس کرتا ہے جب کہ گناہ کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔ گویا یہ ایک ایسا متعدی گناہ ہے جو کئی گناہوں کا موجب ہے۔

(۸) تکبر ابلیس کی عادت ہے اور تواضع فرشتوں کا طریقہ ہے۔

(۹) متکبر کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ حق بات سنتا ہی نہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ۔ (المومن: ۴۰/۳۵)

اللہ یوں ہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔ (کنز الایمان)

(۱۰) تکبر سے آدمی شیطان کا ساتھی ہو جاتا ہے کہ سب سے پہلے تکبر شیطان ہی نے کیا۔

خلاصہ یہ کہ تکبر ایسا گناہ ہے جس کی برائی پر سب عقلاً متفق ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ تکبر کرنے والا تکبر تو شوق سے کرتا ہے لیکن جب کبھی اس کو کہہ دیا جاتا ہے کہ تو بڑا متکبر ہے، گھمنڈی ہے، شیخی باز ہے، تو ناراض بھی ہو جاتا ہے، بلکہ آگ بگولا ہو جاتا ہے، یعنی متکبر خود بھی اس کو برا ہی سمجھتا ہے لیکن بچنے کی کوشش نہیں کرتا کہ اس پر دنیا غالب ہوتی ہے اور شیطان مسلط۔

علاج

تکبر کا علاج یہ ہے کہ دنیا کی مذمت میں جو آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں ان کا مطالعہ کرے، بزرگان دین اور اولیاء اللہ کی کثرت عبادت اور دنیا سے بے رغبتی کے واقعات پڑھے، غریبوں اور یتیموں کے سروں پر ہاتھ پھیرے، ان کے احوال و کوائف کو جان کر عبرت حاصل کرے اور تکبر کی برائی میں جو آیات اور حدیثیں آئی ہیں ان کو بھی بار بار پڑھے، یا ان کو متکبرین کے سامنے بار بار پڑھا جائے تو امید ہے کہ جلد اس مرض روحانی سے نجات مل جائے گی اور آخرت برباد ہونے سے بچ جائے گی۔

اب ذیل میں تکبر کی برائی میں آیات و احادیث ملاحظہ ہوں:

آیات قرآنیہ

(۱) ابلیس نے جب "اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ" (میں آدم سے بہتر ہوں) کہہ کر تکبر کی بنیاد ڈالی تو رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ

الصّٰغِرِیْنَ۔ (الاعراف:۷/۱۳)

تو یہاں (جنت) سے اتر جا، تجھے نہیں پہنچتا کہ یہاں رہ کر غرور کرے، نکل، تو ہے ذلت والوں میں۔ (کنزالایمان)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جنت تکبر کرنے والوں کی جگہ نہیں، جنت تو تواضع کرنے والوں کا ٹھکانا ہے۔

(۲) پھر آگے ارشاد خداوندی ہوتا ہے:

اخْرُجْ مِنْهَا مَذْؤُوماً مَّدْحُوراً۔ لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ لأَمْلأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ۔ (الاعراف:۷/۱۸)

یہاں سے نکل جا، رد کیا گیا راندہ ہوا، ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا، میں تم سب سے جہنم بھر دوں گا۔ (کنزالایمان)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ متکبر بارگاہ خداوندی کا راندہ ہوتا ہے بلکہ سب کی لعنت کا مستحق، اور یہ کہ جہنم تکبر والوں سے بھر دیا جائے گا۔

(۳) قرآن نے متکبرین کا ٹھکانا جہنم بتایا ہے، ارشاد ربانی ہے:

فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ۔ (النحل:۱۶/۲۹)

تو کیا ہی برا ٹھکانا مغروروں کا۔ (کنزالایمان)

(۴) أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ۔ (الزمر:۳۹/۶۰)

کیا مغروروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں؟ (کنزالایمان)

(۵) متکبر اللہ کو پسند نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ" (النحل:۱۶/۲۳)

بیشک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔ (کنزالایمان)

(۶) اللہ تعالیٰ کو تکبر کی چال بھی پسند نہیں۔ چناں چہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَلاَ تَمْشِ فِي الأَرْضِ مَرَحاً إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولاً۔ كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهاً۔ (بنی اسرائیل:۱۷/۳۷،۳۸)

اور زمین میں اترا کر نہ چل، بے شک ہرگز تو زمین نہیں چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا، یہ جو کچھ گزرا ان میں کی بری بات تیرے رب کو ناپسند ہے۔ (کنزالایمان)

(۷) تکبر کرنے والے قبول حق سے محروم رہتے ہیں، ان کی عقلوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ رب عزوجل فرماتا ہے:

سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ (الاعراف:۷/۱۴۶)

میں اپنی آیتوں سے انھیں پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں۔ (کنزالایمان)

قرآن میں بہت سی آیات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ جب انبیائے کرام علیہم السلام دین حق اور خدا کی آیات لے کر آئے تو کافروں نے از راہ تکبر انکار کیا جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حق سے دوری اور آیات ربانیہ کا انکار زیادہ تر تکبر ہی کی وجہ سے واقع ہوا۔ آج بھی تجربہ ہے کہ کسی متواضع، متقی اور نیک آدمی کے سامنے شریعت اسلامیہ کا کوئی مسئلہ رکھا جاتا ہے تو وہ فوراً سر تسلیم خم کر دیتا ہے اور حق بات قبول کر لیتا ہے، لیکن وہی مسئلہ جب کسی متکبر اور مغرور کے پاس پیش ہوتا ہے تو جھٹ انکار کر دیتا ہے اور عقلی و منطقی جواب دے کر کنارہ کشی اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ کبھی الٹے نصیحت کرنے والوں ہی پر ناراض ہو کر اپنا غصہ اتارنے لگتا ہے اور کبھی تو صریح کفریات کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ مثلاً یہ کہتا ہے کہ اپنا فتویٰ اپنے پاس رکھو، ہمیں شریعت کی ضرورت نہیں، اب شریعت پر عمل کا زمانہ نہیں۔ اس طرح وہ ایمان جیسی عظیم دولت ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، جو تکبر کا سب سے بڑا نقصان ہے۔

قرآن نے اس کی منظر کشی متعدد آیات میں کی ہے، یہاں ایک آیت مثال کے طور پر پیش کی جاتی ہے:

(۸) قَالَ الْمَلأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُواْ مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُواْ لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحاً مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ قَالُواْ إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ۔ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُواْ إِنَّا بِالَّذِيَ آمَنتُمْ بِهِ كَافِرُونَ۔ (الاعراف:۷/۷۵،۷۶)

اس کی قوم کے تکبر والے، کمزور مسلمانوں سے بولے: کیا تم جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کے رسول ہیں، بولے وہ جو کچھ لے کر بھیجے گئے، ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں، متکبر بولے: جس پر تم ایمان لائے ہمیں اس سے انکار ہے۔ (کنزالایمان)

(۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرے میں ہے کہ انھوں نے متکبرین سے پناہ مانگی ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَقَالَ مُوسَى إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لاَّ يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ۔ (المومن:۴۰/۲۷)

اور موسیٰ نے کہا میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں ہر متکبر سے کہ حساب کے

دن پر یقین نہیں لاتا۔ (کنز الایمان)

اس سے معلوم ہوا کہ تکبر کرنے والے بالعموم قیامت اور حساب و کتاب پر ایمان نہیں رکھتے یا رکھتے ہیں تو بھولے رہتے ہیں۔ اگر قیامت کا خوف ہو تو کوئی تکبر نہ کرے بلکہ تواضع کو اپنا شعار بنائے۔

(۱۰) حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت کی اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن فرماتا ہے:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ۔ (لقمان: ۳۱/۱۸)

اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ کج نہ کر اور زمین میں اتراتا نہ چل، بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا۔ (کنز الایمان)

جیسا کہ متکبر لوگ کسی عام آدمی سے بات کرتے وقت اپنی توجہ اس شخص کی طرف نہیں کرتے اور اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، قرآن نے اس سے بھی منع کیا ہے، اترا کر چلنے کو بھی مذموم قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اللہ کو تکبر کرنے والے پسند نہیں، نہ فخر و غرور والے: اور جو اللہ کو پسند نہ ہو اسے سوچ لینا چاہیے کہ اس کا ٹھکانا کہاں ہوگا۔

قرآن حکیم میں یہ مضمون بار بار بیان کیا گیا ہے کہ کافر محض مسلمانوں بالخصوص کم زور لوگوں کی جلن میں ایمان نہیں لائے کہ یہ کم زور اور گئے گزرے لوگ ایمان لائے ہیں تو ہم ان کے ساتھ کیوں ہوں، ہم تو اونچی ناک اور بلند شان والے ہیں، ہمارا معاملہ تو کچھ الگ ہی رہنا چاہیے۔ چناں چہ اسی روش پر آج کے متکبر لوگ بھی چل رہے ہیں۔ ان میں اکثر کا حال یہی ہے کہ علمائے دین، ائمۂ کرام، حفاظ قرآن اور دیگر دیندار لوگوں کو اپنے سامنے ہیچ سمجھتے ہیں اور اپنے بچوں کو عالم و حافظ و قاری بنانے میں ذلت محسوس کرتے ہیں۔ ہزاروں روپے دنیاوی تعلیم پر لگا دیتے ہیں لیکن قرآن اور دین پڑھنے پڑھانے پر کچھ خرچ کرنے میں تکلف محسوس کرتے ہیں۔ یہ سب دنیا کی محبت اور تکبر کی کارفرمائی ہے۔ مولیٰ عز و جل اس بری بلا سے ہمیں نجات دے۔ آمین۔

احادیث مبارکہ

اب ذیل میں تکبر کے سلسلے کی چند حدیثیں بھی ملاحظہ کرتے چلیں اور عبرت حاصل کریں:

(۱) حضرت حارثہ بن وہب سے مروی ہے، انھوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو جنت والوں کے بارے میں نہ بتادوں؟ (کہ وہ کون لوگ ہوں گے) ہر وہ کم زور اور لوگوں کی نظر میں حقیر کہ اگر اللہ پر قسم کھالے تو وہ اس کی قسم پوری فرمادے۔

کیا میں تمھیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتادوں؟ (کہ کون لوگ ہوں گے) ہر سخت دل اور بخیل اور تکبر کرنے والے۔ (مشکوۃ المصابیح ص: ۴۳۳، باب الغضب والکبر، بحوالہ بخاری و مسلم)

(۲) حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا تو ایک شخص نے عرض کیا: آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں، اس کے جوتے عمدہ ہوں (تو کیا یہ تکبر ہے؟) اس پر سرکار نے ارشاد فرمایا:

اللہ جمیل ہے (یعنی وہ حسن و جمال کا خالق ہے یا صفات جمیلہ حسنہ کا مالک ہے) اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔ (یعنی اسے پسند ہے کہ اس کے بندے حسب توفیق حسن و جمال کا اظہار کریں۔) تکبر تو حق کی مخالفت، اس کا انکار اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔

(مسلم شریف ۱/۳۶۵، ترمذی ۲/۲۱، مشکوۃ ص: ۴۳۳)

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا (یعنی سخت ناراض ہوگا) اور نہ انھیں پاک فرمائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ نہ ہی ان کی طرف نظر کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، ایک تو بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا بادشاہ، تیسرا متکبر فقیر۔

(مسلم شریف، مشکوۃ ۴۳۳)

کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ تکبر صرف بڑے مال داروں کے ساتھ خاص ہے، نہیں جو محتاج ہوتا ہے وہ بھی تکبر کرتا ہے اور اس کا تکبر زیادہ برا ہے کہ بظاہر اس کے پاس تکبر کے اسباب بھی نہیں پھر بھی تکبر کرتا ہے جو اس کی انتہائی کمینگی پر دلالت کرتا ہے۔ بعض کم درجے کے لوگ شرفا کو بلا وجہ برا کہتے ہیں اور ان سے حسد کرتے ہیں، یہ بھی تکبر میں داخل ہے، مثلاً کہتے ہیں: ہم غریب ہیں تو کیا ہوا، کسی سے کم نہیں ہیں، یا ان بڑوں نے ہمیشہ ہمیں ذلیل سمجھا، اب موقع ہاتھ آیا ہے ہم بھی ان کو ذلیل کیے بغیر نہ چھوڑیں گے۔ یہ سب تکبر کے جملے ہیں اور انتقام پر دلالت کرتے ہیں۔ اگر کوئی گالی دے تو الٹ کر اس کو گالی دینا عقل مندی اور دین داری نہیں، انھیں باتوں سے معاشرے میں تعصب جنم لیتا ہے، لہٰذا ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کبریائی اور عظمت میری خاص صفتیں ہیں، مجھ کو ہی زیب دیتی ہیں، جو ان دونوں میں سے کسی ایک کے بارے میں مجھ سے جھگڑے گا (یعنی عظمت و

کبریائی اپنے لیے ثابت کرے گا) میں اس کو آگ میں داخل کروں گا- دوسری روایت میں ہے کہ میں اس کو آگ میں پھینک دوں گا- (مسلم شریف، مشکوٰۃ، ص: ۴۳۳)

(۵) حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی اپنے آپ کو اونچا بناتا ہے (یعنی تکبر کرتا ہے) حتیٰ کہ وہ جبارین (سرکش متکبرین) میں لکھ دیا جاتا ہے، پھر جو عذاب ان کو پہنچتا ہے وہی اس کو بھی پہنچتا ہے-

(ترمذی ۲/۲۱، رشیدیہ دہلی)

(۶) حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی، اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: متکبر لوگ قیامت کے دن چیونٹیوں کی طرح اٹھائے جائیں گے مردوں کی صورت میں کہ ان پر ذلت ہی ذلت ہوگی، اور ان کو جہنم کے ایک قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا، جس کا نام بُولَس ہے، ان پر آگ ہی آگ چھائے گی، جہنمیوں کا نچوڑ (پیپ) انھیں پلایا جائے گا، جس کو طِینَۃُ الْخَبال کہتے ہیں- (ترمذی، مشکوٰۃ، ۴۳۴)

(۷) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے منبر پر لوگوں کو خطاب کرکے فرمایا: تواضع کرو، کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنا، فرمار ہے تھے: جو اللہ کے لیے تواضع کرتا ہے، اللہ اس کو بلندی عطا فرماتا ہے- ایسا شخص اپنے نفس میں چھوٹا ہوگا مگر لوگوں کی نظر میں بڑا ہوگا اور جو غرور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پست کرتا ہے- ایسا شخص لوگوں کی نظر میں ذلیل ہوتا ہے اگرچہ اپنے نفس میں وہ خود کو بڑا سمجھتا ہے حتیٰ کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور سور سے بھی ذلیل ہو جاتا ہے- (بیہقی، شعب الایمان، مشکوٰۃ ۴۳۴)

(۸) اب ایک ایسی حدیث پاک ملاحظہ کریں، جو تکبر کی رگوں کو کاٹ ڈالنے والی اور غرور کی عمارت ڈھادینے والی ہے:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

☆ برا بندہ وہ بندہ ہے جو غرور کرے اور اکڑ کر چلے، اور بڑی شان والے (رب) کو بھول جائے-

☆ برا بندہ وہ بندہ ہے جو ظلم و زیادتی کرے اور قہار اعلیٰ (رب) کو بھول جائے-

☆ برا بندہ وہ بندہ ہے جو غفلت سے کھیل میں لگ جائے اور قبر کو اور اس میں سڑنے گلنے کو بھول جائے-

☆ کیا ہی برا ہے وہ بندہ جو حد سے گزرنے والا، متکبر اور سرکش ہو اور اپنی ابتدا اور انتہا کو (یعنی پیدائش اور موت کو) بھول جائے-

☆ کیا ہی برا ہے وہ بندہ جو دنیا کو دین کے ذریعے دھوکہ دے- (یعنی دنیا والوں کو دھوکا دینے کے لیے دین پر عمل کرے، اور دین کو آڑ بنائے-)

☆ کتنا ہی برا ہے وہ بندہ جو دین کو شبہات کے ذریعے دھوکہ دے- (یعنی متقی پرہیزگار بن کر دین داری ظاہری کرے کہ لوگوں میں مقبول ہو، حالاں کہ عمل خیر اللہ کے لیے ہونا چاہیے نہ کہ بندوں کے لیے-)

☆ کیا ہی برا ہے وہ بندہ جسے ہوس اور لالچ کھینچے لیے جارہی ہے- (یعنی وہ حرص و ہوس کا پابند ہو گیا ہے-)

☆ بڑا برا ہے وہ بندہ جسے خواہش نفس گمراہ کرے-

☆ وہ بندہ بہت برا ہے جسے رغبتیں اور خواہشیں ذلیل کریں-

(ترمذی شریف، بیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ ۴۳۴)

(۹) ایک شخص دو چادریں اوڑھے اترا اترا کر چل رہا تھا اور بہت گھمنڈ میں تھا- اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا-

(مشکوٰۃ، ص: ۴۰۳، باب الجلوس والنوم والمشی، بخاری و مسلم)

یہ روایت حضرت ابو ہریرہ کی ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ گھمنڈ سے اپنے تہبند کو گھسیٹ رہا تھا- (مشکوٰۃ، ص: ۳۷۴، کتاب اللباس)

اس سے وہ لوگ سبق لیں جو اپنے تہبند اور پاجامے خوب نیچے کرکے اتراتے چلتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج ہی نہیں اور اس سے بدتر حکم اس پینٹ کا ہے جو وضع نصاریٰ بھی ہے اور خوب نیچا کرکے پہنا جاتا ہے اور چلنے کا انداز بھی متکبرانہ ہوتا ہے اور اگر پینٹ چست ہے تو اس میں بے حیائی کے مظاہرے کی قباحت مزید بڑھ جاتی ہے، اور حیا ایمان کا شعبہ ہے-

(۱۰) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو گھمنڈ میں اپنے تہبند کو کھینچتا ہے- (مشکوٰۃ، ص: ۳۷۴)

(۱۱) حضرت ثابت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے عرض کیا گیا، فلاں شخص کتنا متکبر ہے!! تو سرکار نے ارشاد فرمایا: کیا اس کے پیچھے موت نہیں لگی ہوئی ہے-

(شعب الایمان، حدیث: ۲۸۰۹، ج: ۶/۲۹۳)

یعنی جس کو مرنا ہے اس کو تکبر کسی طرح زیب نہیں دیتا کبریائی تو اس حی، قیوم کو زیبا ہے جو ساری کائنات کا رب ہے-

تکبر کی قسمیں

تکبر کی تین قسمیں ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تکبر کرنا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلے میں تکبر کرنا۔

(۳) مخلوق خدا کے مقابلے میں تکبر کرنا۔

پہلا دونوں تکبر کفر ہے، اور تیسرا احرام، ہاں! کفار کے مقابلے کے وقت کفر کو ذلیل کرنے اور اسلام کو عزت دینے کی غرض سے جو تکبر ظاہر کیا جائے وہ جائز ہے۔ اس وقت بھی اپنی بڑائی مقصود ہو تو جائز نہیں۔

تکبر علما، امرا، حفاظ، ائمہ، خطبا، حکام اور تعلیم یافتہ سب میں پایا جاتا ہے۔ ہر ایک کو اپنے اپنے نفس کا جائزہ لینا چاہیے اور غور کرنا چاہیے کہ تکبر کس قدر برا ہے اور جس قدر بھی تکبر کا احساس اپنے اندر ہو اس کو دور کرنے اور اس سے توبہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بعض علما اور سادات اپنے لیے خود تعظیم و امتیاز کے طالب ہوتے ہیں اور اگر عوام سے کچھ کوتاہی ہوتی ہے تو بہت زیادہ ناک بھوں سکوڑتے اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ بھی تکبر میں داخل ہے۔ ہاں! عوام خود تعظیم و امتیاز کا برتاؤ کریں تو انھیں روا ہے۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ کا ارشاد ملاحظہ ہو:

”علما و سادات کو یہ ناجائز و ممنوع ہے کہ آپ اپنے لیے سب سے امتیاز چاہیں اور اپنے نفس کو اور مسلمانوں سے بڑا جانیں کہ یہ تکبر ہے اور تکبر ملک جبار جلّت عظمتہٗ کے سوا کسی کو لائق نہیں، بندہ کے حق میں گناہ اکبر ہے۔ ”اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ“ (الزمر: ۳۹/۶۰) کیا جہنم میں نہیں ہے ٹھکانا تکبر والوں کا۔ جب علما کے آقا، سب سادات کے باپ حضور انور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہا درجہ کی تواضع فرماتے اور مقام و مجلس و خورش و روش (اٹھنے بیٹھنے، کھانے، چلنے) کسی امر میں اپنے بندگان (غلامان) بارگاہ پر امتیاز نہ چاہتے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے، مگر مسلمانوں کو حکم ہے کہ سب سے زائد علما و سادات کا اعزاز و امتیاز کریں۔ یہ ایسا ہے کہ کسی شخص کو لوگوں سے اپنے لیے طالب قیام (قیام تعظیمی کا طالب) ہونا مکروہ اور لوگوں کا معظم دینی (دین دار بزرگ) کے لیے قیام (تعظیمی) مندوب (پسندیدہ)۔ پھر جب اہل اسلام ان کے ساتھ امتیاز خاص کا برتاؤ کریں تو اس کو قبول انھیں ممنوع نہیں۔ امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ کہیں تشریف فرما ہوئے، صاحب خانہ نے حضرت کے لیے مسند حاضر کی، امیر المومنین اس پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا۔ (فتاوی رضویہ، امام احمد رضا قادری جلد: ۹/۳۷، رضا اکیڈمی، ممبئی)

لیکن اپنے کو دوسروں سے بہتر سمجھنا تکبر ہے، اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں:

رہا اپنے آپ کو بہتر سمجھنا تکبر ہے۔ (فتاوی رضویہ: ۹/۱۳۸)

لہٰذا ہمیں تکبر جیسی مذموم صفت سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے، تاکہ تکبر کی نحوستوں سے نجات ملے اور تواضع و انکساری کرکے اللہ کی بارگاہ کے مقبول و محبوب بنیں۔

عصبیت یا تعصب بھی تکبر ہی کی پیداوار ہے، لہٰذا ذیل میں اس پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے:

عصبیت و تفاخر

معاشرے کو تباہیوں سے دوچار کرنے والی ایک بری خصلت خاندانی تفاخر، علاقائی اور برادرانہ عصبیت بھی ہے جس کی بنیاد پر آج بھی اکثر جنگ وجدال اور لڑائی جھگڑے کی نوبت آجایا کرتی ہے۔ اس سلسلے میں بھی حضور پیغمبر اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کو واضح رہنمائی سے نوازا ہے۔ ذیل میں مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات ملاحظہ کریں اور ان کی روشنی میں اپنے نفس اور اپنے معاشرے کا جائزہ لیں۔

(۱) حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تواضع اختیار کرو، یہاں تک کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی دوسرے پر ظلم کرے۔

(مسلم، مشکوۃ: ۴۱۷، باب المفاخرۃ والعصبیۃ)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ضرور اپنے ان آبا و اجداد پر فخر کرنے سے باز رہیں جو مر چکے ہیں۔ وہ تو جہنم کے کوئلے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے کہ وہ گبریلا ہو جائیں جو نجاست کو اپنی ناک سے دھکیلتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا غرور اور آبا و اجداد پر فخر کرنا دور فرما دیا ہے۔ اب کوئی مومن متقی ہو یا فاسق و بدبخت، سب حضرت آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے ہیں۔

(ترمذی، ابوداؤد، مشکوۃ: ۴۱۷)

(۳) حضرت عبدالرحمن بن ابی عقبہ حضرت عقبہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: میں ایک فارسی غلام تھا، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک ہوا، مشرکین میں سے ایک شخص کو قتل کیا، پھر کہا یہ لے مجھ سے میں فارسی غلام ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہو کر بولے، تو نے یہ کیوں نہیں کہا، یہ لے مجھ سے میں ایک

انصاری غلام ہوں۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ:۴۱۸)

یہ ابوعقبہ نسلاً فارسی تھے لیکن جبیر بن عتیق انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، اس لیے انصاری بھی ہوئے، رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے نسل و وطن پر فخر کرنے کو ناپسند فرمایا: اور کہا، اگر فخر ہی کرنا ہے تو انصاری ہونے پر فخر کرو، کیوں کہ انصار کا تعلق کسی نسب یا خاندان یا جگہ سے نہیں، بلکہ اس کا تعلق نصرت اسلام و مسلمین سے ہے، لہٰذا اسلامی نسبت پر تو فخر کیا جاسکتا ہے مگر نسل و قوم اور وطن و ملک پر فخر جائز نہیں اور نہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش۔

افسوس! آج اسلام کا نام لینے اور اپنا نام مسلمانوں جیسا بتانے میں لوگوں کو شرم آتی ہے، مگر نسبت اور قوم پر فخر طرۂ امتیاز بن گیا ہے۔ اسی کے خلاف علامہ جامی علیہ الرحمہ یوں آواز اٹھاتے ہیں:

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامیؔ
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

(۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ رسول اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنی قوم کی مدد ناحق بات پر کرے تو گویا وہ ایسا ہے کہ اونٹ گڑھے میں گر گیا ہو اور یہ اس کی دُم پکڑ کر اسے اوپر کھینچ رہا ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ:۴۱۸)

یعنی گرے ہوئے اونٹ کو جیسے دم پکڑ کر نہیں نکالا جاسکتا، اسی طرح کسی قوم کی ناحق مدد کر کے اسے عزت نہیں دی جاسکتی۔ عزت تو حق سے ہے اور حق میں ہے۔ حق پر رہو، حق کا ساتھ دو تو خدا کی طرف سے بھی مدد ہوگی، پھر کوئی بال بیکا نہیں کرسکتا۔

(۵) حضرت واثلہ ابن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! عصبیت کیا چیز ہے؟ سرکار نے فرمایا: عصبیت یہ ہے کہ تم اپنی قوم کی ظلم پر مدد کرو۔
(ابوداؤد، مشکوٰۃ ۴۱۸)

یہاں ظلم سے ہر گناہ مراد ہے یعنی کسی گناہ پر اپنی قوم کی مدد کرنا عصبیت ہے۔ افسوس! اس ارشاد پاک کو آج پس پشت ڈال دیا گیا۔ آج لوگوں کا حال یہ ہے کہ اپنی قوم کا ہے تو ضرور اس کی مدد کی جاتی ہے، چاہے وہ ناحق پر ہی کیوں نہ ہو۔ حالاں کہ چاہیے یہ تھا کہ اپنی قوم کو ظلم و زیادتی سے بچایا جائے اور حق پر چلایا جائے۔

(۶) حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا، فرمایا: تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے کنبہ سے اس وقت تک دفاع کرے جب تک وہ گناہ نہ کرے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ، ۴۱۸)

یعنی اپنے کنبہ کی طرف سے لڑنے اور ان کی حمایت کی اجازت ہے مگر اسی وقت تک کہ وہ حق پر ہوں اور گناہ پر اڑے نہ ہوں، اور جب حق سے ہٹ کر ناحق پر مدد چاہیں تو ان کی مدد نہیں کی جاسکتی، اگرچہ چاہنے کیسے ہی قریبی کیوں نہ ہوں۔ گناہ کے معاملے میں یہ ہونا چاہیے کہ اپنے آدمیوں کو بشدت گناہ سے روکیں، عذاب سے ڈرائیں اور نہ ماننے پر مقاطعہ کی دھمکی دیں۔

(۷) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی طرف بلائے، وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی بنیاد پر لڑے، وہ ہم میں سے نہیں جو تعصب پر مرے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ۴۱۸)

یعنی تعصب میں لڑ کر مرے، یا اس حالت میں مرے کہ اس کے اندر بے جا تعصب کا بیج موجود ہے تو سرکار فرماتے ہیں: وہ ہم میں سے نہیں۔

(۸) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا عصبیت یہ ہے کہ آدمی اپنی قوم سے محبت کرے، سرکار نے ارشاد فرمایا: نہیں! لیکن عصبیت یہ ہے کہ آدمی اپنی قوم کی ظلم پر مدد کرے۔

(احمد ابن ماجہ، مشکوٰۃ:۴۱۸)

یہ بیماری آج کل مسلمانوں میں بہت عام ہے۔ قومی تعصب، نسلی تعصب، صوبائی تعصب، ملکی تعصب حتیٰ کہ لسانی تعصب بہت پروان چڑھ رہا ہے۔ انھیں تعصبات نے آج مسلمانوں کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے، حالاں کہ سارے مسلمان ایک قوم اور آپس میں بھائی بھائی ہیں، شرط یہ ہے کہ ایمان سلامت ہو۔

(۹) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے نسب تم میں سے کسی کو گالی دینے (برا کہنے) کے لیے نہیں ہیں۔ تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو، جیسے صاع کی چیز صاع سے، جس کو اس نے بھرا نہ ہو (یعنی جیسے ایک صاع کو دوسرے صاع میں ڈالنا اس کو نہیں بھرتا) کسی کو کسی پر بزرگی نہیں، مگر دین داری اور تقویٰ و پرہیزگاری کی بنیاد پر، آدمی کی ذلت کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ بدزبان، بدخلق اور بخیل ہو۔
(احمد، بیہقی، شعب الایمان، مشکوٰۃ شریف۔ ۴۱۸)

یعنی کچھ کمی بیشی آدمی کے اندر ہوتی ہے، اس کی بنیاد پر کسی کو برا کہنا، طعنہ دینا، اس پر فضیلت جتانا جائز نہیں، آدمی کو تقویٰ سے آراستہ ہونا چاہیے اور بدگوئی، بدزبانی، بدخلقی اور بخل سے بچنا چاہیے کہ یہ خصلتیں باعث ذلت و عار ہیں۔ کسی کو برا سمجھا جاسکتا ہے تو ان شرعی عیوب کی

بنیاد پر، نہ ذات ونسب پر۔ سرکار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ ارشادات آج کے ان لوگوں کے لیے درسِ عبرت ہیں جو بات بات پر اپنے خاندانی تفاخر کو ظاہر کرتے رہتے ہیں۔

حضرت شیخ محقق فرماتے ہیں: تعصب اگر حق کے لیے ہو، اس میں ظلم نہ ہو تو خوب ہے اور اگر باطل طریقے سے ہے تو مذموم ہے، اور اکثر تعصب کا اطلاق ناحق ہی پر ہوتا ہے۔
(اشعۃ اللمعات)

تواضع

تکبر اور فخر ومباہات نیز عصبیت کے مقابلے میں جو صفت آتی ہے وہ تواضع وانکساری ہے، جو اللہ کو محبوب ہے۔ صوفیۂ کرام کے اندر یہ صفت بہت نمایاں ہوا کرتی ہے بلکہ بغیر تواضع کے کوئی صوفی ہو ہی نہیں سکتا۔ تواضع کی حدیثوں میں بھی بڑی فضیلت آئی ہے اور قرآنِ پاک میں بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ۔ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصَّابِرِيْنَ عَلٰى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ (الحج: ۲۲/۳۴، ۳۵)

اے محبوب! خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو افتاد پڑے اس کے سہنے والے اور نماز برپا رکھنے والے اور ہمارے دیے سے خرچ کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

"مُخْبِت" سے مراد وہ مومن کامل ہے جو متواضع اور منکسر المزاج ہو، تکبر ونخوت اور تفاخر وتعصب سے اسے کچھ واسطہ ہی نہ ہو، پھر قرآن نے خود ہی ان کی بعض اہم صفات کو بیان کر دیا ہے کہ اللہ کے ذکر سے ان کے دل پگھل جاتے ہیں۔ جو کچھ مشکلات آتی ہیں خندہ پیشانی کے ساتھ انھیں جھیل لیتے ہیں۔ نماز کی ادائگی پر پورے طریقے سے کاربند رہتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی دولت میں بخل نہیں کرتے بلکہ اس کو ضرورت مندوں پر بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔

ان صفات میں سب سے اہم اور مقدم یہ ہے کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے معمور رہتے ہیں اور خشیت ربانی سے نرم پڑ جاتے ہیں، اور جب بھی ان کے سامنے ذکر الٰہی ہوتا ہے تو سن کر ان کے دل کانپ جاتے ہیں۔

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی تواضع کا حکم دیا گیا ہے۔ چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ۔" (الشعراء ۲۶/۲۱۵، ۲۱۶)

اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لیے تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرمادو میں تمہارے کاموں سے بے علاقہ (بے تعلق) ہوں۔ (کنز الایمان)

دوسری جگہ ارشاد ہوا:

"وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ" (الحجر: ۱۵/۸۸)

اور مسلمانوں کو اپنی رحمت کے پروں میں لے لو۔ (کنز الایمان)

یعنی ان کو اپنے کرم سے نوازو، انھیں اپنی صحبتوں سے شادکام کرو، اپنے قرب میں جگہ دو، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی نعمتوں کے جن خزانوں پر مامور فرمایا ہے ان سے انہیں بھی فیض یاب کرو، گرتوں کو تھام لو، دکھ درد کے ماروں کا مداوا کرو۔ چناں چہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تواضع کا یہ حال تھا کہ صحابہ کرام میں ایسے مل جل کر بیٹھتے کہ اپنا کچھ امتیاز نہ رکھتے۔

اب ذرا بعض احادیث کی سیر کرتے چلیں۔ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

صدقہ خیرات کرنے سے مال کم نہیں ہوتا اور معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ عزت ہی بڑھاتا ہے اور جو صرف اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔
(ریاض الصالحین، امام نووی: ص: ۲۸۲)

ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! تواضع اختیار کرو کیوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے جس نے اللہ کے لیے خاکساری اختیار کی اللہ اسے بلند کر دے گا۔ وہ اپنی نظر میں چھوٹا ہوگا مگر عام بندگان حق کی نگاہ میں اونچا ہوگا، اور جو تکبر اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے نیچے گرا دے گا۔ وہ اپنے خیال میں بڑا ہوگا لیکن لوگوں کی نگاہ میں چھوٹا ہوگا یہاں تک کہ وہ (دوسروں کی نگاہ میں) کتوں اور خنزیروں سے بھی زیادہ ذلیل وخوار ہوگا۔ (شعب الایمان بیہقی: ۶/۲۷۶)

☆ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ تزک بھڑک، شان وشوکت کا اظہار حضور کی کسی ادا سے نہیں ہوتا تھا۔ تواضع کا یہ حال تھا کہ خالی چٹائی ہی پر سو جاتے۔ چناں چہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور اس پر کوئی بستر نہیں جو آپ کے جسم پاک اور چٹائی کے درمیان حائل ہوتا، جس کی وجہ سے چٹائی کی بناوٹ کے نشانات آپ کے جسم اطہر پر پڑ گئے ہیں۔ چمڑے کی تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے وہ آپ کی امت پر

وسعت فرمائے کیوں کہ فارس اور روم پر بڑی وسعت اور کشادگی ہے حالاں کہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔فرمایا: اے ابن خطاب! تم کیا اس خیال میں ہو، یہ تو وہ قوم ہے کہ دنیاوی زندگی میں ان کی نعمتیں انہیں دے دی گئی ہیں۔ ایک روایت میں اتنا اور ہے: کیا تم اس سے راضی نہیں کہ دنیا ان کے لیے ہو اور آخرت ہمارے لیے۔(بخاری ومسلم، مشکوۃ: ۴۴۷، باب فضل الفقرا)

☆ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تاریک گھر میں ایک گرم چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ گھر کے گوشے میں چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا اور ایک دو پرانے برتن پڑے تھے، یہ دیکھ کر حضرت عمر ضبط نہ کر سکے اور رو پڑے۔ سرکار نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیوں روتے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا کہ اللہ کا حبیب اس حال میں اور قیصر وکسریٰ ناز ونعمت میں ہیں۔ پھر اوپر والی حدیث کا وہ حصہ ہے جو مذکور ہوا۔(اشعۃ اللمعات)

تکبر وتفاخر کی بیماری ایسی ہے کہ کم ہی کوئی اس سے بچا ہوگا۔ علما، پیرانِ کرام اور عوام سب کو اس برائی میں مبتلا دیکھا جا رہا ہے، الا ماشاء اللہ۔ لہٰذا اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا علاج کیا ہے اور اس سے بچنے کی تدبیر کیا ہے؟ تو میں اپنی طرف سے کوئی تدبیر وتجویز نہ بتا کر حدیث پاک کے ہی ذخیرے سے اس کا علاج سامنے رکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ حدیث ملاحظہ کریں:

”آدمی زیادہ تر بڑے بننے، عیش وآرام پانے اور مصائب ومشکلات سے بچنے کے لیے ہی تکبر کرتا ہے۔ اگر کوئی قناعت پسند ہو جائے تو خود بخود اس کے اندر سے تکبر کی بلا دور بھاگ جائے گی اور تواضع وصبر کا خوگر ہو جائے گا۔“

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو تکبر، تفاخر اور تعصب سے بچنے اور تواضع وانکساری اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم۔

OOO

یہ مضمون شمارہ نمبر 3 مجلہ الاحسان الہ آباد,یوپی,انڈیا سے لیا گیا ہے